حقیقی عبادت کیلئے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اُس کا فضل بھی ضروری ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ رمئی ۱۹۶۸ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

☆ حقوق العباد بھی دراصل حقوق اللہ کی ایک شاخ ہیں کیونکہ اگر حقوق اللہ نہ ہوتے تو حقوق العباد بھی نہ ہوتے۔

☆ حقیقی عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کا فضل بھی ضروری ہے۔

☆ اگر ہماری نماز، ہمارے روزے، ہماری زکوٰۃ اور ہماری دوسری عبادتیں زندہ ہیں تو وہ قبول ہونگی۔

☆ اپنی نفسانی خواہشات کی گردن پر چھری پھیر کر انہیں اپنے ربّ کے قدموں میں ڈالیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی کامل ہستی اس کی قدرت اور اس کی دوسری صفات حسنہ پر ہمیں یقین کامل ہونا چاہئے۔

تشہد،تعوذ اورسورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بیماری تو بہت حد تک دور ہوگئی ہے لیکن ضعف ابھی چل رہا ہے اور بعض دفعہ کافی تکلیف بھی دیتا ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت اور طاقت اور ہمت دے تاکہ ان ذمہ داریوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق مَیں نباہ سکوں جو ذمہ داریاں اس نے مجھ پر ڈالی ہیں۔

اس وقت میں مختصراً جماعت کو ایک بنیادی اور بڑے ہی اہم مسئلہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک خاص غرض اور مقصد کے پیش نظر پیدا کیا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اس کی صحیح اور حقیقی پرستش کرے اور اس کا بندہ بن جائے اور ان انعاموں کو وہ حاصل کرے جو اس نے اپنے حقیقی اور خالص بندوں کے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔

اصولی طور پر دو حقوق انسان پر عائد ہوتے ہیں ایک اللہ کا حق ہے اور ایک وہ جنہیں ہم حقوق العباد کہتے ہیں حقوق العباد بھی دراصل حقوق اللہ کی ایک شاخ ہی ہے کیونکہ اگر حقوق اللہ نہ ہوتے تو حقوق العباد بھی نہ ہوتے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اخلاق صحیحہ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ماننے والے اور اس کے احکام کی رعایت رکھنے والے ظاہر کرتے ہیں اگر اللہ نہ ہو یا اگر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو یا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے آسمانی صحیفے اور ہدایتیں نازل نہ ہوں تو پھر اخلاق بے معنی ہو جاتے ہیں ان حالات میں انسان خود غرضی کا نام اخلاق رکھ دیتا ہے پس بنیادی طور پر ایک ہی فریضہ ہے جسے انسان نے ادا کرنا ہے اور ایک ہی حق ہے جس کو پورا کرنے کی اس نے کوشش کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنے اللہ کا بندہ بن جائے اور اس کی حقیقی پرستش کرنے والا ہو۔

قرآن کریم نے ہمیں بتایا ہے کہ حقیقی عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کا فضل بھی ضروری

ہیں ان کے بغیر انسان پرستش عبادت اور عبودیت کا حق ادا نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتایا ہے کہ جب انسان اللہ کے اس حق کو ادا کرتا ہے اپنے اس فریضہ کو بجالاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں اسے انعام بھی دیا جاتا ہے اس انعام کے متعلق قرآن کریم نے تفصیل سے بیان کیا ہے اس کا تعلق اس دنیا سے بھی ہے اور اُخروی زندگی کے ساتھ بھی ہے۔ جنت کے ایک انعام کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح بھی کیا ہے کہ جو تم مانگو وہ تمہیں مل جائے گا یعنی تمہارا سارا ہی وجود اس طرح خط مستقیم پر قائم ہو گا کہ تمہاری کوئی خواہش تمہاری کوئی مرضی تمہاری کوئی دعا اور مطالبہ ایسا نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہو اور چونکہ تمہاری خواہش اور اللہ کی مرضی اکٹھے ہو جائیں گے اس لئے جو تم چاہو گے وہ تمہیں مل جایا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر چونکہ حقیقی پرستش نہیں کی جاسکتی اس لئے عبادت کا حق ادا کرنے کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم اس کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے جھکیں کہ اپنی کوشش سے ہم اس حق کو ادا نہیں کر سکتے اس لئے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ فرمایا اور ہمیں اس طرف متوجہ کیا کہ اگر تم صحیح طریق پر عبادت کرنا چاہتے ہو تو اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یہ دعا کرتے رہا کرو کہ اے خدا عبادت کی خواہش تو ہم رکھتے ہیں لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اپنی قوت اور طاقت سے ہم اس فرض کو پورا نہیں کر سکیں گے جب تک تیری مدد ہمارے شامل حال نہ ہو اس لئے تو ہم پر رحم کر اور ہماری مدد کو آ اور ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم تیری عبادت کو کما حقہ پورا کر سکیں۔

اسی سورۃ میں انعام کی طرف بھی اصولاً اور بڑے حسین پیرایہ میں متوجہ کیا ہے آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اپنے اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کی وجہ سے ہمارے دل میں جو سب سے بڑی تڑپ پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ بنی نوع انسان اپنے ربّ کو پہچانیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کو مانتے ہوئے آپؐ پر درود بھیجنے لگیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ہوں اگر اور جب ہماری عبادت قبول ہو جائے اور خدا ہمیں کہے کہ میں جیسا کہ تیری خواہش تھی تمہاری مدد کو آیا اور میں نے تمہیں توفیق عطا کی کہ تم صحیح معنی میں میرے عبادت گزار بندے بن جاؤ اب میں تمہیں انعام دینا چاہتا ہوں بتاؤ کیا لینا چاہتے ہو؟ تو ہم میں سے ہر احمدی کی یہ ندا ہو کہ اے میرے ربّ تو نے ہم پر بڑا احسان کیا کہ ہمیں عبادت کی توفیق عطا کی تو نے ہم بڑا احسان کیا کہ تو نے ہماری ان عبادتوں کو قبول کیا اور تو ہم بڑا احسان کر رہا ہے کہ ان عبادتوں کو قبول کرنے کے بعد ہمیں اپنے فضلوں اور انعاموں سے

نوازنا چاہتا ہے۔ ہماری سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اس دنیا میں بسنے والے تمام ہمارے انسان بھائی تمہیں پہچاننے لگیں اور محمد رسول اللہ ﷺ جو تعلیم دنیا کی بہتری کے لئے لائے تھے وہ اپنی گردنیں اس تعلیم کے جوئے کے نیچے رکھ دیں اور ابدی جنتوں کے ہماری طرح وہ بھی وارث ہوں۔

پرستش کا دعویٰ کرنا اور یہ کہنا کہ ہم عبادت کر رہے ہیں آسان ہے لیکن کرنا مشکل ہے کیونکہ عبادت صرف نمازیں پڑھنے کا نام نہیں قیام رکوع اور سجود کو ظاہری شکل میں بجالانے کا نام ہی عبادت نہیں ہے خالی زکوٰۃ دے دینا بھی عبادت نہیں محض روزے رکھنا بھی عبادت نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک روح ہے جس کی ضرورت ہے اگر ہماری نماز، اگر ہمارے روزے، اگر ہماری زکوٰۃ اور اگر ہماری دوسری عبادات زندہ ہیں تو وہ قبول ہوں گی اگر مردہ ہیں تو جو مردوں سے سلوک کیا جاتا ہے وہی ان سے کیا جائے گا پرستش کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے پس روح کی ضرورت ہے جس کے لئے ہم اپنے ربّ سے دعائیں مانگتے ہیں وہ یہ ہے کہ سب سے پہلے ہم غیر اللہ کے وجود کو مٹائیں اور غیر اللہ میں پہلا وجود ہمارے اپنے نفس کا ہوتا ہے اگر ہم اپنے ہی ہاتھ سے اپنی نفسانی خواہشات کی گردن پر چھری پھیر کر انہیں اپنے ربّ کے قدموں میں نہ لا ڈالیں تو ہماری عبادت کیسے قبول ہو گی اللہ کہے گا کہ آدھے تم میری طرف جھکے اور آدھے تم اپنے نفسوں کی پرستش میں مصروف رہے اس قسم کی عبادتوں کو میں پسند نہیں کرتا حقیقی عبادت جیسا کہ خدا چاہتا ہے کہ ہم اس کی کریں اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد ہے جو میں اس وقت پڑھ دیتا ہوں اور جس پر میں آج اپنے مختصر سے خطبہ کو ختم کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

’’انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہو سکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں بلکہ پرستش اس سے ہو سکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر اپنی طرف کھینچے کہ اس کا اپنا وجود درمیان سے اٹھ جائے اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو‘‘۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۴)

اس طرف ہمیں خاص توجہ دینی چاہئے نام تو ہم اللہ کا لیتے رہتے ہیں اس کے نشان بھی بڑی کثرت سے ہماری جماعت دیکھتی ہے مگر وہ یقین کامل جو اس کی کامل ہستی اور اس کی قدرت اور اس کی دوسری

صفات حسنہ پر ہونا چاہئے بعض دفعہ بعض احمدیوں کے دل میں بھی ان کے متعلق کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس متاع حسین اور بڑی قیمتی متاع کی حفاظت ہر وقت ہر احمدی کو کرتے رہنا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں:۔

’’اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اس سے محبت کا تعلق ایسا ہو کہ سوزش محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اس کی ہستی کے آگے مردہ متصور ہو اور ہر ایک خوف اسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اس کی درد میں لذت ہو اور اسی کی خلوت میں راحت ہو اور اس کی بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حق پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دے کر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا اس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اسی پر توکل کرے اور اسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اس کی یاد کو سمجھے اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجا لائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اس حد تک کوشش کرے کہ اس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت تلخ شربت ہے تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے ہیں اور اس شربت کو پیتے ہیں زنا سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا ہنر نہیں مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے

کے لئے انسان مامور ہے اور جو شخص یہ عبادت بجا لاتا ہے تب تو اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے‘‘۔

(حقیقتہ الوحی ،روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۴، ۵۵)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توفیق عطا کرے کہ ہم اس کے حقیقی پرستار بندے بن جائیں اور جو حق اس کی عبادت کا ہے وہ اس کے فضل سے پورا کرنے والے ہوں اور اس فرض کو صحیح معنی میں بجا لانے والے ہوں تا ہم ان انعامات کے وارث بنیں جو اس نے اپنے حقیقی بندوں کے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔ آمین

☆......☆......☆